تبلیغی جماعت کے فوائد و نقصانات
ان کو برداشت کرنے کی وجہ اور غلطی

تحریر : مفتی عبدالمعز حقمل صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۔

تبلیغی جماعت کے فوائد سب کے سامنے اور ناقابل انکار ہیں لیکن نقصانات انتہائی سنگین اور ناقابل برداشت ہیں اثمھا اکبر من نفعھا آئیے فوائد اور نقصانات کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ زید ایک گناہ گار آدمی ہے سر پر ٹوپی نہ پگڑی داڑھی سے فارغ جوے شراب اور دیگر گناہوں میں مبتلا ، نماز چند دنوں میں کبھی کبھار کوئی پڑھ لی پھر زید چار مہینے لگا کر آتا ہے سر پر پگڑی چہرے پر خوبصورت داڑھی پانچوں وقت نماز باجماعت ذکر و تلاوت تہجد اوابین اشراق وغیرہ نوافل کا پابند مروجہ تبلیغی ترتیب میں جڑا ہوا دوسروں کو

رائیونڈی ترتیب کی طرف راغب کرنے کی کوشش میں مگن بات میں شائستگی بڑی اچھی تبدیلی ہے ہر کوئی دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور یہیں

سے تبلیغی جماعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دیکھنا بھی چاہیئے محنت کی قدر ہونی چاہیئے یہ بہت بڑا کام ہے اس کی تحسین نہ کرنا بہت بڑا ظلم ہے ۔ لیکن لیکن لیکن اے کاش معاملہ یہیں تک ہوتا لیکن افسوس کہ معاملہ صرف اتنا نہیں ہوتا بلکہ اس ظاہری اور مثبت تبدیلی کے ساتھ ساتھ ایک باطنی اور منفی تبدیلی بھی آتی ہے جس کی طرف لوگوں کا دھیان نہیں جاتا اور اسی وجہ سے تبلیغی جماعت ان کیلیئے نا صرف قابل برداشت ہوتی ہے بلکہ قابل تحسین ہوتی ہے اور ان کی غلطیوں پر تنبیہ کرنے والا قابل نفرین ٹھہرتا ہے۔

اب وہ باطنی اور منفی تبدیلی کیا ہے جس کی طرف لوگوں کا دھیان نہیں جاتا ؟ تو سنیں جناب پہلے جب زید کسی عالم یا دین دار آدمی کو دیکھتا تو وہ اپنے اوپر افسوس کرتا کہ میں نے تو خود کو تباہ کر دیا کامیاب لوگ تو یہی ہیں اس کے دل میں حسرت کی ایک ٹھیس اٹھتی اس عالم یا دین دار آدمی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ۔ لیکن اب کسی عالم یا دین دار

آدمی کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ افسوس اس بیچارے نے اللہ کے راستے میں وقت نہیں لگایا ہے افسوس یہ بیچارہ تو تباہ ہو رہا ہے ضائع ہو رہا ہے اور جب تک یہ اللہ تعالی کے راستے میں وقت نہیں لگائے گا تو اس پر دین کھلے گا کیسے ؟؟؟ اس بیچارے پر ابھی حقیقت نہیں کھلی ۔ پہلے وہ اپنی فطری مسلمانی کی وجہ سے علماء میں فرق مراتب کو جانتا تھا جس کا علم و تقوی زیادہ ہوتا تھا انہیں وہ زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور زیادہ اہمیت دیتا تھا لیکن اب اس کے پیمانے بدل گئے ۔ جس کا سال لگا وہ زیادہ اہمیت والا ہے چاہے وہ عبارت بھی ٹھیک طرح سے نہ پڑھ سکے ۔ ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل قرآن و سنت کے صراحتاً خلاف ہے ۔ پہلے وہ سمجھتا تھا کہ جہاد اللہ تعالی کا حکم ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے خلاف جہاد کیا ہے اور موجودہ دور میں کافروں نے جو ظلم و ستم کے بازار گرم کئے ہیں ان کے خلاف جو ہمارے مجاہدین بھائی لڑ رہے ہیں وہ بڑا اچھا کام کر رہے

ہیں ۔ اور مجاہدین سے ان کو ایک دلی فطری محبت تھی جو ہر مسلمان کو ہوتی ہے۔ لیکن اب وہ سمجھتا ہے کہ جہاد ہمارے عظیم مقصد میں ایک رکاوٹ ہے ہم نے پیار محبت اور حکمت سے کافروں کو جنت میں جانے والا بنانا ہے اب اگر ہم ان سے لڑیں گے تو ان کو اپنے قریب کیسے کریں گے ان کو جنت والے کیسے بنائیں گے۔ اگر ہم ان سے لڑیں گے تو وہ ہم سے نفرت کریں گے اور دور بھاگیں گے یوں وہ جہنم میں جانے والے بن جائیں گے۔ افففففف ہم پیار سے دنیا کو جنت کی طرف کھینچ رہے ہیں اور یہ بم پھاڑ پھاڑ کر ہماری محنت پر پانی پھیر رہے ہیں ۔ اس طرح وہ جہاد کا منکر بن بیٹھتا ہے ۔ لیکن مسلمان معاشرے میں اس کا برملا اظہار نہیں کرسکتا تو کج بحثیوں پر اتر آتا ہے

جہاد سے پہلے ایمان ۔ بنانا مکی دور ۔ 313 کی تعداد۔ انبیاء قتل کیلئے آتے تھے یا ہدایت کیلئے۔ اللہ کو اپنا بنا لو اللہ تعالی خود لڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس لئے لڑے تھے کہ کافر دعوت کے راستے

میں رکاوٹ بنے تھے۔ اب تو ہمیں ہر جگہ دعوت کی کھلی چھوٹ ہے جہاد اقدامی کا انکار۔ اگر ہم لڑیں گے تو دعوت کا کام رک جائے گا وغیرہ وغیرہ پہلے وہ تھا تو مسجد اور درس قرآن سے دور لیکن درس قرآن کو ایک عظیم کام سمجھتا تھا اور کبھی کبھار اس میں بیٹھتا بھی تھا۔ لیکن لیکن لیکن اب کہتا ہے کہ یہ ہمارے بزرگوں کی ترتیب نہیں ہے ہمارے بزرگوں کی بڑی بصیرت ہے اور کبھی کبھی لیاً بلسانہ کہتا ہے کہ درس قرآن اچھا کام ہے لیکن جو ہدایت اس کام مروجہ تبلیغی ترتیب سے پھیلتی ہے وہ کسی اور ترتیب سے نہیں پھیلتی یہاں تو طلب والے آتے ہیں اصل کام تو بے طلبوں کے پاس جانا ہے۔

پہلے جب وہ کبھی مدرسے میں جاتا تھا تو سنبھل کر رہتا تھا کہ دیکھ میں بڑی پاک جگہ آیا ہوں یہاں بڑی نیک ہستیاں رہتی ہیں کہیں بے ادبی نہ ہوجائے۔ لیکن اب آتا ہے تو دل میں یہ خیالات بٹھا کے آتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ کے راستے میں کیسے نکالا جائے۔ آتے ہی کچھ رسمی

تواضعی کلمات کے بعد شروع ہوجاتا ہے ۔ ماشاء اللہ۔ آپ لوگ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں ۔ حالانکہ دل میں ہوتا ہے کہ وقت ضائع کر رہے ہیں ۔ اس وقت باہر امت کو بہت ضرورت ہے اصل کام تو یہ ہے کہ بے طلبوں کے پاس جایا جائے ۔ اور آٹھ دس کارگزاریاں ، بے سند اور بے دست و پا، مولانا احسان صاحب نے فرمایا ، مولانا سعد صاحب نے فرمایا بزرگوں نے فرمایا اور بڑوں نے فرمایا اور پھر : ماشاء اللہ فلاں مدرسے میں بڑا دین کا کام ہو رہا ہے گزشتہ جمعرات کو اتنی جماعتیں اللہ کے راستے میں نکلیں اور فلاں مدرسے سے اتنے طلبہ اللہ کے راستے میں نکلے ۔

پہلے وہ سمجھتا تھا کہ مفتی حضرات اچھا کام کر رہے ہیں لیکن لیکن لیکن اب وہ کچھ کچھ متردد سا ہوگیا ہے یہ کیوں کہتے ہیں کہ فلاں کے پیچھے نماز نہ پڑھو بریلویوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو ہم جب تشکیل میں تھے ہم تو پڑھتے تھے ۔ اگر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے تو

یہ ہمارے قریب کیسے آئیں گے ۔ اس طرح وہ گمراہ فرقوں کی تردید کے ہر کام کو اسی نظر سے دیکھتا ہے ۔ وہ دل دل میں سوچتا ہے یار یہ مولوی لوگ کیا کر رہے ہیں یہ فتوے یہ کتابیں یہ جلسے یہ کیا کر رہے ہیں ؟ یہ تو لوگوں کو دور کر رہے ہیں یہ اللہ کے راستے میں تو نکل نہیں رہے دین کی حقیقت ان پر کیسے کھلے گی لیکن ان خیالات کا وہ عام معاشرے میں برملا اظہار نہیں کر سکتا تو کچھ یوں کہتا ہے : اصل کام تو بے طلبوں کے پاس جانا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے طلبوں کے پاس جایا کرتے تھے ۔ کنواں نہیں ، بارش بنو۔ دین کی حقیقت تب کھلے گی جب باہر قریہ قریہ مارے مارے پھرو گے یوں بیٹھے بیٹھے دین کی حقیقت نہیں کھلتی جو عالم سال لگاتا ہے اس کے علم میں نکھار آجاتا ہے اور پھر وہ جیسے امت کو سنبھال سکتا ہے دوسرا نہیں سنبھال سکتا وغیرہ وغیرہ پہلے کبھی دوستوں کی مجلس میں دین کی بات آتی تو وہ ڈرتا تھا کہ کہیں غلطی نہ ہوجائے لیکن اب بھری مسجد میں دھڑا دھڑ مجمع کے سامنے

بیان کرتا ہے۔ جس میں علماء بھی بیٹھے ہوتے ہیں آیات واحادیث پڑھتا ہے اور عقلی مثالوں سے دین سمجھاتا ہے ان کیلئے ہر وہ بات مستند ہوتی ہے جو انہوں نے بڑوں سے سنی ہوتی ہے ۔ اب وہ بعض دفعہ فتوے بھی دیتا ہے ۔ اب وہ امام مسجد کی آزادی کا غاصب بھی بن گیا ہے وہ بیچارہ ریاض الصالحین معارف الحدیث اور ترغیب منذری سے حدیثیں سنانا چاہتا ہے مگر زید کی نظر میں یہ بزرگوں کی ترتیب کے خلاف اور تبلیغ کی مخالفت ہے فضائل اعمال ہی بروقت ضروری ہے جو برکت فضائل اعمال میں ہے وہ کسی اور کتاب میں نہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ زید اپنے امام مسجد کو مشورے دیتے ہیں کہ زیادہ مسائل بیان نہ کرو امت کمزور ہے ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ مسائل میں توڑ ہے فضائل میں جوڑ ہے یہ ہے زید کی کہانی

اس طرح کے زید اب لاکھوں میں ہو گئے ہیں اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے ۔ ظاہر درست ہوگیا باطن بگڑ گیا۔ اعمال درست ہو گئے عقیدے

بگڑ گئے ۔ جہاد۔ نہی عن المنکر ۔ فتووں اور گمراہ فرقوں کی تردید کو اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھنا جہاد کا بعض دفعہ زیرلب انکار اور اکثر دفعہ کج بحثی ۔ ہم سمجھتے ہیں شر غالب ہے ۔ عوام کا بر سر منبر ہزاروں کے سامنے دین بیان کرنا موضوع احادیث آیات و احادیث کے خودساختہ مطالب ، من گھڑت مسائل ، خودساختہ گمراہ کن عقلی مثالیں۔ اور یہ سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے ۔ تدارک ضروری ہے علماء سنجیدگی سے غور فرمائیں عقیدے کے بگاڑ کے ساتھ اعمال کی اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں دفع مضرت اہم اور مقدم ہے جلب منفعت پر